۱۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے

میر تقی میر

(1728ء۔۔۔1810ء)

حالات زندگی:

میر محمد تقی نام اور میر تخلص۔ اور والد کا نام میر علی متقی تھا۔ آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سید امان اللہ سے حاصل کی جو میر کے والد کے مرید اور منہ بولے بھائی تھے۔ بچپن میں ہی والد اور ہم ان کی وفات کے بعد میرے کو تلاش معاش کے لئے آگرہ چھوڑ کر چلی آنا پڑا۔ یہاں ایک نواب کے ہاں ملازم ہوئے وہ نواب نادر شاہ کے حملے میں مارا گیا تو میر آگرہسے لوٹ آئے لیکن انہیں دوبارہ جانا پڑا دلی میں خراب امن و امان کی وجہ سے انہوں نے مجبور ہو کر لکھنؤ کا رخ کیا وہاں نواب آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہوگئے اور باقی عمر اسی سحر میں بسر کی۔

میر کو خدائے سخن کہا گیا ہے۔ انہوں نے مختلف اضافہ شعر میں طبع آزمائی کی ہے مگر کی پہچان غزل ہوئی ہے وہ بلاشہ غزل کے بادشاہ۔ خلوص دردو غم اور سادگی کی بدولت ان کی غزلیں دل پر اثر کرتی ہیں۔

ان کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف نہ صرف ان کے ہم عصر شعرانے کیا ہے بلکہ کہ متاخرین نے بھی انہیں سراپا ہے۔بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے ان کو "سرتاج شعرائے اردو "قرار دیا ہے۔

تصانیف:

میر تقی میر کی تصانیف میں ایک خودنوشت "ذکر میر"، ایک تذکرہ "نکات الشعراء" ایک فارسی اور اچھے اردو واوین شامل ہیں۔ اردو غزلیات کیسہ دیوان، فارسی، ذکر میر، نکات الشعراء، کا سائز اور مثنویاں لیکن ان کی وجہ شہرت صرف اور صرف غزل ہے۔

وفات:

آخر کلیم سخن کا یہ حرماں نصیب شہنشاہ شاہ 1810 میں لکھنو کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آتش غم	غم کی آگ	اضطراب	بے چینی
اوقات	حیثیت	چشم پر آب	آنسوؤں سے تر آنکھ
حباب	پانی کا بلبلا	خانہ خراب	برباد
سراب	دھوکا	نیم باز	آدھی کھلی ہوئی
ہستی	زندگی		

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر1۔ **ہستی اپنی حباب کی سی ہے**

یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشریح:

میر تقی میر نے ان شعر میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی عارضی ہے۔ اس کو دوام حاصل نہیں ہے۔ ہماری زندگی کی حقیقت پانی کے بلبلے کی طرح ہیں جس طرح پانی کا بلبلا وجود میں آتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اپنی اس عارضی اور مختصر زندگی میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہیئں جو آخرت کی زندگی میں ہمارے کام آئیں۔

شعر2۔ **نازکی اس کے لب کی کیا کہیے**

پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

تشریح:

شرف نے شعر میں محبوب کے خدوخال کی تعریف میں مگن ہے۔ مختلف شاعروں نے اپنے مجازی محبوب کے عزائم جسمانی کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عشق کے نزدیک اس کا محبوب حسن و جمال میں بے مثال ہوتا ہے۔ وہ سراپا حسن جمال ہوتا ہے ہیں وہ کے تمام اعضاء خوبصورتی اور دلفریبی میں بے نظیر ہوتے ہیں میر نے بھی اپنے محبوب کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے جس میں محبوب کی سرخی گلاب کی پتی سے کم نہیں ہے۔

شعر3۔ **چشم دل کھول اس بھی عالم پر پر**

یاں کی اوقات خواب کی سی ہے

تشریح:

اس دنیا میں انسان کی حیثیت ایک مسافر کی سی ہے ۔جسے آخرت کا سفر درپیش ہے۔ دنیا میں آنے والے ہر انسان کو اس بات کا علم ہے کہ ایک نہ ایک دن اسے دنیا سے رخصت ہونا ہے ۔یہ دنیا دار العمل ہے اس دنیا کے اعمال کے نتائج اگلی دنیا میں مرتب ہوں گے اگر ہم اس دنیا میں اللہ تعالی کے احکامات کو بھول کر آئے مگر رہیں گے تو دوسری دنیا میں اس کا اجر ہمیں اچھا نہیں ملے گا شاعر کہتا ہے کہ اس کو آپ کی کیفیت سے ہمیں بھی نکلنا چاہیے اور اس دنیا کا دھیان کرنا چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہمیں اپنے اندر کے انسان کو بیدار کرنا چاہیے۔

شعر4۔ **بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں**

حالت اب اضطراب کی سی ہے

تشریح:

سر کہتے ہیں کہ میں اپنے دل کا حال کہنے کے لئے اپنے محبوب کے دروازے پر جاتا ہوں۔ میں اس سے اپنے دل کی حالت بیان کرنا چاہتا ہوں مگر شرم میرے ہوں واپس آکر دل اور زیادہ بے چین ہوتا ہے میرا دل عجیب قسم کی بے چینی اور بے قراری میں بتلا ہوجاتا ہے کہ جب میں دنیا کی پریشانیوں میں گر جاتا ہوں تو اپنے محبوب حقیقی کے سامنے جھک جاتا ہوں۔ چنانچہ میر محبوب کے وصال کے لیے بے چین ہے۔ لیکن محبوب کی طرف سے بے اعتنائی کے اظہار پر اب عاشق پر بے چینی کا غلبہ طاری ہے۔

شعر5۔ **میں جو بولا کہا کہ یہ آواز**

اسی خانہ خراب کی سی ہے

تشریح:

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیا کی ساری رونق اور چہل جذبات ہی کے دم سے ہے۔ اگر خوشی، غم، محبت ،عداوت، نفرت، چاہت، خوف اور ہمدردی جیسے جذبات اس دنیا میں نہ ہو تو دنیا کی رونق ماند پڑ جائے شاید

کہتا ہے کہ میرا محبوب مجھ سے آشنا بیگانہ ہوگیا ہے کہ وہ میری آواز کی پہچان بھول گیا ہے۔ اسے میری آواز میری تو لگتی ہے لیکن اس میں قطعیت نہیں ہے بلکہ پہچاننے میں ابہام پایا جاتا ہے۔ وہ میری آواز سن کر تشکیک و یقین کے دوراہے پر کھڑا ہے وہ میری آواز کو میری آواز جیسا سمجھتا ہے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا یہ میری ہی آواز ہے ۔ محبوب کی یہ بات شاعر کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

شعر6۔ **آتش غم میں دل تمنا بُھنا شاید**

دیر سے بُو کباب کی سی ہے

تشریح:

شاعر کا یہ شعر حقیقت سے بعید ہے۔ وہ اپنے اس شعر میں اپنے غم کی شدت کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا دل غم سے بھرا ہوا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے غم کی اس آگ میں میرا دل بھن گیا ہو کیونکہ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی کباب آگ پر رکھا ہوا ورا سے اتارنا بھول جائیں تو وہ جل جاتا ہے۔ اور اس کی بُو ارد گرد پھیل جاتی ہے۔ جبکہ میرا محبوب میری اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا ہے کاش میری اس کیفیت کو سمجھ کر میرے مردہ دل کو پھر سے زندہ کر دیتا۔

شعر7۔ **میرؔاُن نیم باز آنکھوں میں**

ساری مستی شراب کی سی ہے

تشریح:

عشق و محبت ایک انوکھا جذبہ ہے۔ اس جذبے سے سرشار شاعر محبوب کو کبھی وفا کی سرحد پر پہنچا دیتا ہے اور کبھی بے وفائی کی سرحد پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اردو شاعری کا ایک باب سراپا نگاری بھی ہے جس میں کبھی محبوب کے لب کی تعریف ہوتی ہے تو کبھی زلف یار کی۔ شاعر نے اپنے محبوب کو شراب کی مستی سے تشبیہ دی ہے اپنے محبوب کی آنکھوں کو شاعر نے شریب کی مستی کہا ہے۔ شراب کی مستی نہیں کہا یعنی اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب جیسی مستی ہے شراب کی مستی نہیں ہے۔

حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اس غزل میں ردیف کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: "کی سی ہے" اس غزل کی ردیف ہے۔

(ب) اس غزل میں استعمال ہونے والے کوئی سے چار قافیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں حباب، سراب، خواب، اضطراب، کباب، شراب قافیے ہیں۔

(ج) دوسرے شعر میں ہونٹوں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟

جواب: دوسرے شعر میں ہونٹوں کو گلاب کی پنکھڑی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(د) میر نے "نیم باز آنکھوں کی مستی" کو کیا قرار دیا ہے؟

جواب: میر نے نیم باز آنکھوں کی مستی کو شراب کی سی مستی قرار دیا ہے۔

(ہ) شاعر "اضطراب" کی حالت میں کیا کرتا ہے۔

جواب: شاعر اضطراب کی حالت میں محبوب کے در پر بار بار جاتا ہے۔

2۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

ہستی، حباب، سراب، اوقات، اضطراب، خانہ خراب، نیم باز، مستی

الفاظ	معانی	جملے
ہستی،	زندگی، وجود	اس دنیا میں ہماری ہستی حباب کی سی ہے۔
حباب	پانی کا بلبلا	انسان کی زندگی حباب کی مانند ہے۔
سراب	دھوکا	دنیا کی زندگی سراب کی سی ہے۔
اوقات	حیثیت	ہر انسان کو اپنی اوقات میں رہ کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔
اضطراب	بے چینی	عاشق اضطراب کے عالم میں محبوب کے در کا بار بار چکر لگاتا ہے۔
خانہ خراب	برباد	خدا اس کا خانہ خراب کرے اس نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔
نیم باز	آدھی کھلی ہوئی	اس نے مجھے نیم باز آنکھوں سے دیکھا۔
مستی	نشہ، مدہوشی	میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب کی سی مستی ہے۔

3۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ہستی	خانہ خراب	حباب
نمائش	شراب	سراب
پنکھڑی	گلاب	گلاب
آنکھیں	نیم باز	نیم باز
حالت	کباب	اضطراب
دل	حباب	کباب
مستی	سراب	شراب
آواز	اضطراب	خانہ خراب

4۔ درج ذیل مرکبات، مرکب کی کون سی قسم ہیں؟

چشم دل، اُس کے لب، آتش غم، اس کا دو

جواب: یہ تمام مرکب اضافی ہیں۔

5۔ اس غزل کے مطلع اور مقطع کی نشاندہی کریں۔

جواب: غزل کا مطلع:

ہستی اپنی حباب کی سی ہے

یہ نمائش سراب کی سی ہے

غزل کا مقطع:

میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

6۔ مذکر اور مونث الگ الگ کریں۔

ہستی، حباب، نمائش، سراب، لب، بُو، کباب، مستی، شراب

مذکر الفاظ: حباب، سراب، لب، کباب

مونث الفاظ: ہستی، نمائش، بُو، مستی، شراب

7۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں

حباب، سراب، نمائش، چشم دل، عالم، اضطراب، آتش غم، نیم باز

جواب: حَبَابْ، سَرَابْ، نُمَائِشْ، چَشْمِ دِلْ، عَالَمْ، اِضْطَرَابْ، آتِشِ غَمْ، نِیْمْ بَازْ۔

8۔ متن کے مطابق درست لفظ کی مدد سے مصرع مکمل کریں۔

(الف) نازکی اس کے لب کی کیا کہیے

(ب) پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

(ج) ہستی اپنی حباب کی سی ہے

(د) بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں

غزل:

لغت میں غزل کے معنی "عورتوں سے باتیں کرنا" اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں حسن و عشق کے موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں غزل کے لہجے میں موسیقی اور ترنم کے عناصر ہوتے ہیں غزل مخصوص علامتیں ہوتی ہیں جو غزل کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہیں غزل میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات و کائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

مطلع: مطلع کے معنی نکلنے کی جگہ یا نکلنا کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔

مقطع: مقطع کے لغوی معنی ختم کرنے یا کاٹنے کے ہیں، اصطلاح میں مقطع غزل کے آخری شعر کو کہا جاتا ہے، جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ جس شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال نہ کرے اسے غزل کا آخری شعر کہا جائے گا، مقطع نہیں۔